37

بھارتی اخبار ''پرتاپ'' نے میری جلسہ سالانہ والی تقریر کو نہایت بگاڑ کر پیش کیا ہے

جماعت احمدیہ خدا تعالیٰ کی قائم کردہ جماعت ہے وہی اس کی حفاظت کرے گا

(فرمودہ 9 جنوری 1959ء بمقام ربوہ)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

''آج صبح دفتر حفاظتِ مرکز قادیان نے بھارتی اخبار ''پرتاپ'' کا ایک کٹنگ میرے پاس بھجوایا ہے جس میں اُس نے میری جلسہ سالانہ والی تقریر کو نہایت بگاڑ کر پیش کیا ہے۔ آج میں اس کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں۔

میں نے جلسہ کے موقع پر کہا تھا کہ ہمارے ہاتھ میں تلوار تو ہے نہیں کہ ہم اس کے زور پر قادیان فتح کر لیں۔ قادیان کے دروازے اگر کھلے تو وہ اللہ تعالیٰ ہی کھولے گا۔ اور اگر خدا تعالیٰ پاکستان پر رحم کرے گا اور اس کی مدد کرنا چاہے گا تو وہ علاقے جہاں سے ہم ہجرت کر کے آئے ہیں وہ پاکستان کو پھر دلا دے گا۔ اِتنی بات تو اُس نے ٹھیک لکھی ہے۔

باقی میں نے کہا تھا کہ ہندوستان کے احمدی بھارتی حکومت کے وفادار ہیں۔

حکومتِ پاکستان نے سِکھوں کو جو جماعت احمدیہ سے بہت زیادہ طاقتور ہیں سینکڑوں کی تعداد میں ننکانہ صاحب آنے کی اجازت دی ہے۔ پھر کوئی وجہ نہیں کہ بھارتی حکومت احمدیوں کو جلسہ سالانہ کے موقع پر قادیان جانے کی اجازت نہ دے حالانکہ وہ بہت کمزور ہیں اور ان میں اِتنی طاقت نہیں کہ حکومتِ ہندوستان ان سے کوئی خطرہ محسوس کرے۔ اِس کی بجائے ''پرتاپ'' نے یہ لکھا ہے کہ گویا میں نے کہا ہے کہ بھارت قادیان اور اس کے اردگرد کا علاقہ پاکستان کو واپس کر دے۔

اوّل تو یہ بات غلط ہے۔ میں نے اپنی تقریر میں اِس کا کوئی ذکر نہیں کیا۔ لیکن اگر یہ صحیح بھی ہوتی تب بھی میں پاکستانی ہوں اور پاکستانی ہونے کی صورت میں مَیں اگر یہ مشورہ حکومتِ ہندوستان کو دوں کہ وہ ایک علاقہ جس میں مسلمان بستے تھے پاکستان کو دے دے تو اِس میں کیا حرج ہے جبکہ خود بعض ہندوستانی بھی انہیں یہ مشورہ دے رہے ہیں۔ ہندوستان کی مشہور سوشل لیڈر مس مردولا سارابائی (MRIDULA SARABHAI) 1 نے بھی یہ مشورہ دیا ہے کہ بھارت کشمیر کو آزاد کر دے۔ جس کے معنے یہ ہیں کہ کشمیر پاکستان کو دے دیا جائے۔ مس مردولا سارابائی ہندوستان کی مشہور لیڈر رہی ہے اور گاندھی جی کی بہت دوست ہے۔ تقسیمِ ملک کے بعد گاندھی جی نے اِس عورت کو اپنا نمائندہ بنا کر میرے پاس بھیجا تھا اور وہ مجھے رتن باغ لاہور میں ملی تھیں۔ اس کے ساتھ مسٹر پنجابی انڈین ڈپٹی ہائی کمشنر بھی تھے۔ اس نے مجھے کہا کہ سنا ہے کہ احمدی کشمیر میں لڑ رہے ہیں؟ میں نے کہا اِس میں کیا حرج ہے؟ پاکستانی احمدی اگر پاکستان کی طرف سے لڑ رہے ہیں تو بھارت کو اِس پر اعتراض نہیں کرنا چاہیے۔ جب ہندوستانی احمدی ہندوستان کی مدد کرتے ہیں تو پاکستانی احمدی اگر پاکستان کی مدد کریں تو اِس میں کیا حرج ہے؟ میں نے اُسے یہ بھی بتایا کہ نہ صرف پاکستانی احمدی کشمیر کے لیے لڑ رہے ہیں بلکہ احمدی رضا کاروں کا افسر میرا اپنا بیٹا ہے جو میرے حکم سے وہاں گیا ہوا ہے۔ بعد میں وہ مسٹر پنجابی کو لے کر باہر چلی گئی اور مجھ سے اُس نے کہا میں نے آپ سے ایک پرائیویٹ بات کرنی ہے۔ چنانچہ واپس آ کر اُس نے مجھ سے کہا کہ گاندھی جی نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے اور دریافت کیا ہے کہ کیا آپ اپنے آپ کو ہندوستانی سمجھتے ہیں یا پاکستانی؟ میں نے اُن سے کہا آپ میری طرف سے گاندھی جی کو کہہ دیں کہ اِس میں شُبہ نہیں کہ ہم پہلے ہندوستانی تھے لیکن آپ لوگوں نے پولیس اور عوام سے ہم پر حملہ کروایا اور قادیان سے نکالا۔ اب ہم ہندوستان سے نکل آئے

ہیں اور پاکستان نے ہمیں پناہ دی ہے۔ اب کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ ہم پاکستان کی مخالفت کریں اور اِس کی حمایت اور مدد نہ کریں؟ اس صورت میں کیا ہم سمندر میں جا کر ڈوب مریں؟ مس مردولا سارابائی نے مجھ سے کہا گاندھی جی چاہتے ہیں کہ آپ بیشک ہندوستان آ جائیں حکومت کچھ نہیں کہے گی۔ میں نے اُن سے کہا میں قیدی بن کر ہندوستان میں نہیں رہنا چاہتا میں ایک تبلیغی جماعت کا خلیفہ ہوں جو دنیا کے ہر حصہ میں پھیلی ہوئی ہے۔ اگر میں اکیلا قادیان آ جاؤں تو میں اسے برداشت نہیں کرسکتا۔ ہاں اگر گاندھی جی یہ اعلان کر دیں کہ قادیان اور اُس کے اردگرد کے علاقہ کے سب مسلمان ہندوستان واپس آ جائیں اور اُن کی جائیدادیں انہیں واپس دے دی جائیں گی اور انہیں امن سے وہاں زندگی گزارنے کی اجازت دی جائے گی تو پھر میں بیشک واپس آ سکتا ہوں۔

پھر ہمارا ایک وفد دہلی گیا تو مس مردولا سارابائی نے کہا میں چاہتی تھی احمدیوں کی مدد کروں لیکن جب میں نے دیکھا کہ احمدی کشمیر میں لڑ رہے ہیں تو میں نے اِس خیال کو ترک کر دیا۔ اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے کہ اِسی عورت نے جس نے ہمارے کشمیر میں لڑنے پر خفگی کا اظہار کیا تھا خود لکھا ہے کہ بھارت کو چاہیے کہ کشمیر پاکستان کو واپس کر دے اور پنڈت نہرو نے اس کے متعلق تقریر میں کہا ہے کہ اِتنی ضدی عورت میں نے کوئی نہیں دیکھی۔ ہم نے اسے سمجھایا ہے اور پھر دھمکی بھی دی ہے کہ تمہیں نظر بند کر دیا جائے گا مگر وہ باز نہیں آتی۔ لیکن وہ عورت باز بھی کیسے آ سکتی ہے، وہ گاندھی جی کی چیلی ہے اور ہر وقت اُن کے پاس رہتی تھی۔

جب میں 1946ء میں گاندھی جی کو ملنے دہلی گیا تو ملاقات کے دوران میں دو عورتیں گاندھی جی کے پاس بیٹھی تھیں جن کا چہرہ میری باتوں پر غصہ سے سرخ ہو رہا تھا۔ جب وہ میرے پاس رتن باغ میں آئی تو میں نے اُس سے پوچھا کہ میری ملاقات کے وقت گاندھی جی کے پاس کونسی دو عورتیں بیٹھی ہوئی تھیں؟ اس نے کہا ایک تو میں تھی اور ایک ڈاکٹر عورت تھی۔ میں نے کہا پھر تم مجھ پر غصہ کیوں ہو رہی تھیں؟ انہوں نے کہا غصہ کیوں نہ ہوتی آپ میرے گُورُو2 سے بحث کر رہے تھے۔ میں نے کہا گاندھی جی نے تو میری بات مان لی تھی پھر تمہارے غصہ ہونے کی کیا وجہ تھی؟ اُس نے کہا گاندھی جی نے بیشک آپ کی بات مان لی تھی لیکن ہم نے تو نہیں مانی تھی۔ بہرحال وہ عورت گاندھی جی کی دوست اور چیلی تھی اور ہندوستان میں بہت مقبول تھی لیکن اِس کے باوجود اس نے یہ لکھا ہے کہ

بخشی حکومت کو توڑ دیا جائے اور عبداللہ کی گورنمنٹ قائم کی جائے اور کشمیر کو آزاد کر دیا جائے۔ اب اگر ہندوستان کی ایک باشندہ اور گاندھی جی کی دوست اِس قسم کا مشورہ دے سکتی ہے کہ کشمیر کو آزاد کر دیا جائے جس کے معنے یہ ہیں کہ اسے پاکستان کو واپس کر دیا جائے تو ایک پاکستانی اگر یہ مشورہ دے کہ قادیان اور اُس کے نواحی علاقے پاکستان کو دے دیئے جائیں تو اس میں کیا حرج ہے؟ زیادہ سے زیادہ اِس کے یہی معنے ہو سکتے ہیں کہ پنڈت نہرو اور اُن کی پارلیمنٹ اِس بارہ میں اپنا اختیار استعمال کرے۔ اور اگر وہ اپنا اختیار استعمال نہیں کرتے تو وہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ غلط مشورہ ہے ہم اسے ماننے کے لیے تیار نہیں۔

بہرحال اِس بات پر غصہ ہونا اور یہ طعنہ دینا کہ ہم نے احمدیوں کو قتل نہیں کیا اور انہیں مارا نہیں درست نہیں۔

اِس موقع پر مجھے وہ واقعہ یاد آتا ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون کے پاس خدا تعالیٰ کا پیغام پہنچانے گئے تو اس نے کہا کہ کیا تجھے یاد نہیں کہ تُو بچہ تھا اور ہم نے تیری پرورش کی؟ انہوں نے کہا اگر تُو نے مجھے بچپن میں پالا ہے تو کونسا احسان کیا ہے۔ تم نے میری قوم کو سینکڑوں سال سے غلام بنایا ہوا ہے۔3 یہاں بھی یہی صورت ہے۔ بھارت کے سارے احمدی جو ہزاروں کی تعداد میں ہیں بھارتی حکومت کی خدمت کر رہے ہیں، اُسے ٹیکس ادا کر رہے ہیں اور مختلف ملازمتوں میں خدمت کر رہے ہیں۔ اگر اِس کے بدلہ میں ہندوستان کی حکومت نے قادیان کے چند احمدیوں کو قتل نہیں کروایا یا مارا نہیں تو کیا احسان کیا ہے؟ فرعون کی طرح وہ یہ بات بھول گئے کہ وہاں بھارتی احمدیوں کی ہزاروں کی وفادار جماعت موجود ہے لیکن اپنی بات یاد رکھی کہ ہم نے قادیان کی جائیداد واگزار کر دی ہے اور احمدیوں کو قتل نہیں کیا۔ کیا بھارتی احمدیوں کی خدمات کا یہ بدلہ دیا گیا ہے کہ اُن میں سے چند آدمیوں کی جانیں نہیں لی گئیں؟ کیا کوئی مہذب حکومت اِس بات کو برداشت کر سکتی ہے کہ وہ اپنی رعایا کو قتل کر دے؟ اِس سے تو وہ ساری دنیا میں بدنام ہو جائے گی۔ ہاں اُن کا یہ احسان ہے کہ انہوں نے میری کوٹھی دارالحمد جس کے ایک سَو چھوٹے بڑے کمرے ہیں اور کئی لاکھ کی جائیداد ہے ایک پناہ گزیں کو پندرہ روپیہ ماہوار کرایہ پر دے دی تھی۔ اگر وہ کوٹھی لاہور میں ہوتی بلکہ میں کہتا ہوں کہ وہ چنیوٹ میں بھی ہوتی تو پانچ چھ سو روپیہ کرایہ پر چڑھ جاتی۔ پھر انہوں نے چودھری ظفر اللہ خان صاحب

کی کوٹھی پانچ روپے کرایہ پر دے دی تھی۔ بعد میں انہوں نے کوٹھی تو خالی کرالی مگر یہ کہہ دیا کہ ہم نے اسے گورنمنٹ کے مہمانوں کے لیے وقف کر دیا ہے۔ یہ کونسا احسان ہے جو اِس وقت جتایا جا رہا ہے؟ ہندوستانی گورنمنٹ نے ہم پر کوئی احسان نہیں کیا۔ ہاں! ہم نے اُس کے موجودہ لیڈروں پر کئی احسان کیے ہیں۔ پھر اپنے ابتدائی دور میں خود کانگرس بھی ہم سے مدد حاصل کرتی رہی ہے۔ اگر وہ اِس بات کا انکار کرے تو میں اب بھی اِس بات کو ثابت کرنے کے لیے تیار ہوں۔ ڈاکٹر بھارگوا4 جو مشرقی پنجاب کے وزیراعلیٰ رہے ہیں ایک دفعہ میرے پاس آئے اور انہوں نے کانگرس کے انگریزی اخبار کے لیے مجھ سے مدد مانگی اور میں نے اُن کو مدد دی اور گو وہ اخبار جاری نہ ہوا یا جاری ہوا تو بعد میں بند ہو گیا مگر ہم نے اُن کو مدد دے دی۔ بہرحال ہم ہمیشہ کانگرس پر احسان کرتے رہے ہیں اور گاندھی جی اِس بات کو خوب جانتے تھے اور سمجھتے تھے کہ احمدیوں کے تعاون کے بغیر کام نہیں چلے گا۔

جب میں 1924ء میں ولایت گیا تو لوگوں نے مجھ سے کہا کہ آپ گاندھی جی سے کیوں نہیں ملے؟ آپ اُن سے مل لیں۔ اِس پر میں نے انہیں تار دی کہ میں آپ سے ملنا چاہتا ہوں۔ وہ شریف آدمی تھے۔ انہوں نے جواب دیا کہ میں اِس وقت دہلی میں ہوں اِس لیے آپ یہیں آ کر مجھ سے مل لیں۔ مجھے اطلاع مل چکی تھی کہ میری بیوی امۃ الحی مرحومہ بہت بیمار ہیں اس لیے میں دہلی نہیں جا سکتا تھا۔ میں نے انہیں لکھا کہ میں دہلی بعض وجوہات کی بناء پر نہیں ٹھہر سکتا۔ ہاں میرا جہاز بمبئی ٹھہرے گا۔ اگر بمبئی میں ملاقات کی صورت پیدا ہو جائے تو بہتر ہوگا۔ گاندھی جی نے میرا اِتنا لحاظ کیا کہ بمبئی آ گئے اور وہاں ہماری پہلی ملاقات ہوئی۔ بعد میں شملہ میں ملاقاتیں ہوتی رہیں۔ مولانا محمد علی صاحب جوہر ابھی کانگرس میں ہی شامل تھے اُن کے بھائی مولانا شوکت علی صاحب مرحوم بہت جوشیلے تھے۔ جب گاندھی جی نے مجھ سے کہا کہ آپ کانگرس میں شامل کیوں نہیں ہوتے؟ تو میں نے انہیں جواب دیا کہ ہم تو مذہبی جماعت ہیں۔ لیکن اگر سیاست کا سوال ہو تو میں کانگرس میں کیسے شامل ہو سکتا ہوں؟ مسٹر محمد علی صاحب جناح کو آپ نے کانگرس سے صرف اس لیے نکال دیا ہے کہ انہوں نے کہہ دیا کہ میں کھدر نہیں پہنتا۔ وہ آپ سے اس بارہ میں متفق نہیں تھے۔ اُن کا خیال تھا کہ ملک مشینوں کے بغیر ترقی نہیں کر سکتا۔ جب آپ اِس قدر جبر کرتے ہیں تو میں کانگرس میں کس طرح شامل ہو سکتا ہوں؟ ہاں!! ہم آپ کی مدد کر سکتے ہیں بشرطیکہ آپ اِس بات کے لیے رستہ کھلا رکھیں کہ گو ہم

سیاسی جماعت نہیں مگر جب کبھی ہمیں کثرت حاصل ہو تو ہم کانگرس پر قبضہ حاصل کرسکیں۔ اس پر مولانا شوکت علی صاحب جو پاس ہی تھے مجھ سے جھگڑ پڑے۔ گاندھی جی نے اُنہیں چپ کرایا اور کہا اِنہوں نے جو کچھ کہا ہے درست کہا ہے۔ پھر گاندھی جی نے مجھ سے کہا آپ کانگرس کی اصلاح کا مشورہ دیں۔ میں نے کہا میرے پاس کانگرس کی کانسٹی ٹیوشن نہیں میں اِس کی اصلاح کا مشورہ کیسے دے سکتا ہوں؟ اُنہوں نے مجھ سے وعدہ کیا کہ میں کانسٹی ٹیوشن آپ کو بھیج دوں گا۔ لیکن بعد میں شاید وہ بھول گئے یا اُن کے سیکرٹری سے فروگزاشت ہوئی اور انہوں نے کانسٹی ٹیوشن مجھے نہ بھیجی۔ بہرحال انہوں نے اُس وقت مولانا شوکت علی سے کہا کہ آپ ناراض نہ ہوں یہ درست کہتے ہیں۔ جب تک انہیں یہ آزادی نہ ہو کہ وہ کسی وقت کثرت حاصل ہونے پر کانگرس پر قبضہ کرسکیں وہ کانگرس میں کیسے شامل ہوسکتے ہیں۔ میں نے اُنہیں یہی کہا تھا کہ جب تک یہ آزادی حاصل نہ ہو کانگرس آل انڈیا کانگرس نہیں کہلاسکتی۔ وہ ہندوستان کی اکثریت کی نمائندہ تو کہلاسکتی ہے مگر ہندوستان کی نمائندہ نہیں کہلاسکتی۔ ہندوستان کی نمائندہ کہلانے کی وہ تبھی مستحق ہوسکتی ہے جب ہندوستان کے تمام افراد کو اِس میں برابر کا حصہ لینے کا اختیار ہو۔

پھر یہی اخبار جس نے میری تقریر کو بگاڑ کر شائع کیا ہے اس کے بانی مہاشہ کرشن کے کیریکٹر اور ان کی لڑکی کے کیریکٹر پر ایک آریہ اخبار نے حملہ کیا تو اگرچہ یہ اخبار بیس سال سے ہمارا مخالف رہا تھا میں نے آریوں کی اِس حرکت پر احتجاج کیا اور لکھا کہ کسی شریف اور معزز آدمی کے گھر کے حالات شائع کرنا اور اُس پر گند اچھالنا اخلاق کے صریح خلاف ہے۔ میرے اِس احتجاج پر خود مہاشہ کرشن نے اِس مضمون کو اپنے اخبار میں شائع کیا اور ہمارے اِس نیک سلوک کی تعریف کی۔ اگر مہاشہ کرشن زندہ ہوں (اور میں نے سنا ہے کہ وہ زندہ ہیں) تو میں اُن سے پوچھتا ہوں کہ اُس زمانہ میں تو آپ نے ہماری تعریف کی تھی کہ ہم نے باوجود شدید مخالفت کے آپ کی تائید میں مضامین لکھے لیکن آج آپ اُس واقعہ کو بھول گئے اور آپ کا اخبار بجائے اِس کے کہ ہمارے لیے غیرت دکھائے ہم پر حملہ کرتا ہے۔ ہم نے تو ہندوستان کی حکومت سے صرف یہ کہا تھا کہ ہمیں ہر سال جلسہ سالانہ کے موقع پر قادیان جانے کی اجازت دے دیا کرو اور ہمارے جانے میں روک نہ ڈالا کرو اور میں نے ذکر کیا تھا کہ کئی سال سے ہندوستان کی حکومت نے ہمیں قادیان جانے کے لیے ویزا نہیں دیا۔ اِس سال جب

جلسہ سالانہ گزر گیا تو ہندوستان کی حکومت نے پاکستان کی گورنمنٹ کی معرفت ہمیں یہ اطلاع دی کہ اب ہم آپ لوگوں کو ویزا دینے کے لیے تیار ہیں لیکن اُس وقت قادیان کا جلسہ سالانہ گزر چکا تھا اور اس سہولت سے ہم کوئی فائدہ نہیں اُٹھا سکتے تھے۔ میں نے یہ کہا تھا کہ جب پاکستان کی گورنمنٹ سینکڑوں سِکھوں کو جو احمدیوں سے طاقتور ہیں ننکانہ صاحب آنے کی اجازت دے دیتی ہے تو کیا وجہ ہے کہ ہندوستانی حکومت احمدیوں کو جو سِکھوں سے کمزور ہیں اور اِن سے اُسے کوئی خطرہ نہیں اپنے ملک میں جانے کے لیے ویزا نہیں دیتی؟ جبکہ ہماری پالیسی یہ ہے کہ ہم کسی غیر حکومت کے خلاف اپنی حکومت کے پاس بھی کوئی رپورٹ نہیں کرتے۔

بہرحال ہمارے پاس کوئی طاقت نہیں خدا تعالیٰ ہی قادیان کا رستہ کھول دے تو کھول دے۔ اب اگر خدا تعالیٰ نے قادیان کا رستہ کھول دیا تو پنڈت نہرو اور اُن کی حکومت کیا کر سکتی ہے۔ لیکن اگر وہ خوشی سے ایک کمزور اور امن پسند جماعت کے افراد کو اُن کے مذہبی مرکز میں جانے کی اجازت دے دیا کرے تو اُس کی یہ حرکت دنیا میں اُس کی عزّت کا موجب ہوگی۔ اور اگر وہ ایسا نہیں کرے گی تو وہ دنیا کی نظروں میں ذلیل ہوگی۔ بہرحال مظلوم اور کمزور کی مدد دنیا کیا ہی کرتی ہے۔

میں جب علاج کے لیے انگلستان گیا تو رستہ میں شام میں کچھ دیر کے لیے ٹھہرا۔ وہاں ایک عورت مجھے ملنے کے لیے آئی۔ اُس نے بتایا کہ حکومتِ اسرائیل میرے خاوند کو یہاں آنے نہیں دیتی۔ اس کے بعد جب میں انگلستان گیا تو ایک اخبار کا نمائندہ مجھے ملنے کے لیے آیا۔ اُس اخبار کی اشاعت دس لاکھ تھی اور اب دس لاکھ سے بھی زیادہ ہے۔ اُس سے میں نے سرسری ذکر کیا تو اُس نے کہا یو۔این۔او میں میرے تعلقات ہیں، اگر آپ کوائف مہیا کر دیں تو میں اسرائیل گورنمنٹ سے جواب طلب کرواؤں گا۔ میں نے کہا میں کوائف تو مہیا کر سکتا ہوں مگر میں سیاسی آدمی نہیں ہوں اور کسی قوم سے میں ٹکّر لینا نہیں چاہتا۔ ہمارا خدا موجود ہے اگر وہ مدد دینا چاہے تو اسرائیل کی حکومت کو ہی نرم کر سکتا ہے اور اس طرح ناجائز قسم کی پابندیاں اٹھائی جا سکتی ہیں۔

اِسی طرح اگر اللہ تعالیٰ پنڈت نہرو اور ان کی حکومت کو نرم کر دے اور ان کے دلوں پر اثر ڈال دے اور وہ احمدیوں سے نیک سلوک کرنے لگ جائیں تو پرتاپ کیا کر سکتا ہے۔ لیکن اگر پرتاپ کے ایڈیٹر کو اس بات کا خیال ہے کہ وہ حکومت کو ہمارے خلاف اُکسا کر ہمارے لیے مشکلات پیدا کرنے

میں کامیاب ہو جائے گا تو اُسے یاد رکھنا چاہیے کہ جماعت احمدیہ خدا تعالیٰ کی قائم کردہ جماعت ہے۔ پرتاپ جس حکومت کے کھونٹے پر ناچ رہا ہے اُس کی گردن بھی اُسی طرح خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے جس طرح ایک کمزور سے کمزور انسان کی گردن۔ وہ اپنے ملک سے غداری کر رہا ہے اور اُسے خدا تعالیٰ سے لڑا رہا ہے اور اُس کا ملک یقیناً خدا تعالیٰ کے مقابلہ میں شکست کھائے گا جیتے گا نہیں۔ فرعون حضرت موسیٰ علیہ السلام سے لڑنے کے لیے تیار ہو گیا تھا تو کیا وہ جیت گیا تھا؟ جیتے حضرت موسیٰ علیہ السلام ہی تھے اور شکست فرعون کو ہی نصیب ہوئی تھی۔ اِسی طرح اگر بھارت پرتاپ کے کہنے پر خدا تعالیٰ سے لڑائی کرنے کے لیے تیار ہو گیا تو اُسے اس کے مقابلہ میں حقیر چُوہے کی طرح گرنے کے لیے بھی تیار رہنا چاہیے۔ بہرحال پرتاپ اپنے ملک سے غداری کر رہا ہے اور ہندوستان کی حکومت کو خدا تعالیٰ سے لڑانا چاہتا ہے۔ اور اگر ہندوستان کی حکومت پرتاپ کی بات مان لے گی تو وہ یاد رکھے خدا تعالیٰ کی غیرت بھڑکے گی اور اُس کی فوجیں میدان میں اُتر آئیں گی۔ ہندوستان کی آبادی گو پینتالیس کروڑ کی ہے لیکن خدا تعالیٰ کا ایک فرشتہ بھی اِس ساری آبادی پر غالب آ سکتا ہے۔ پس اگر خدا تعالیٰ فرشتوں کی فوجیں نازل نہ کرے صرف ایک فرشتہ ہی اُتار دے تو وہ بھارت کو غارت کر دے گا۔ عاد اور ثمود کی عظیم قومیں خدا تعالیٰ کی جماعتوں سے ٹکرائیں تو کیا وہ قائم رہیں؟ خدا تعالیٰ نے اُنہیں تباہ کر کے رکھ دیا۔ پھر بھارت کی خدا تعالیٰ کے سامنے حیثیت ہی کیا ہے۔ اگر اس نے سر اٹھایا تو اس کا حشر بھی عاد اور ثمود کا سا ہو گا۔ بہار میں جب زلزلہ آیا تو اُس وقت کانگرس موجود تھی۔ پھر کیا اُس نے بہار کو بچا لیا تھا؟ پنجاب میں زلزلہ آیا تو کیا اُس وقت کانگرس نے پنجاب کو بچا لیا تھا؟ اب بھی اگر خدا تعالیٰ کوئی زلزلہ بھیج دے تو بھارت کو کون بچا سکتا ہے؟ خدا تعالیٰ کے غضب سے صرف ایک ہی چیز بچا سکتی ہے اور وہ استغفار اور ظلم سے اجتناب کرنا ہے۔ اگر ہندوستان کو یہ خیال ہے کہ اُس کے ساتھ بڑی طاقتیں ہیں تو یہ بات اُسے فائدہ نہیں دے سکتی۔ اگر ساری دنیا بھی اُس کے ساتھ ہو تب بھی وہ بچ نہیں سکتا۔ خدا تعالیٰ بڑی سے بڑی طاقت کے بھی ٹکڑے ٹکڑے کر سکتا ہے۔ مثلاً روس اگر چاند پر راکٹ پھینکنے میں کامیاب بھی ہو جائے تو کیا ہوا۔ جس خدا نے چاند اور دوسرے سیاروں کو پیدا کیا ہے وہ روس کو بھی تباہ کر سکتا ہے۔ بہرحال خدا تعالیٰ کا مقابلہ اچھا نتیجہ نہیں پیدا کیا کرتا۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر غالب ہے، زمین اور آسمان اُس کی مُٹھی میں ہیں اور روس تو دنیا کا ایک چھوٹا سا حصہ ہے۔ وہ تو چاند پر

راکٹ پھینکنے پر فخر کر رہا ہے لیکن خدا تعالیٰ کی مٹھی میں سب چیزیں ہیں۔ وہ چاند اور دوسرے سیاروں کو بھی پیس سکتا ہے اور جب وہ چاند اور دوسرے سیاروں کو بھی پیس سکتا ہے تو وہ کسی ملک کو بھی، چاہے وہ روس ہی ہو پیس سکتا ہے۔

پس کسی طاقت کی مدد پر ہندوستان کا غرور اور فخر کرنا لغو بات ہے۔ اگر مشرق اور مغرب کی تمام طاقتیں بھی بھارت کی مدد کریں تو وہ خدا تعالیٰ کے مقابلہ میں جیت نہیں سکتا۔ وہ اس کے مقابلہ میں بہرحال تباہ ہوگا۔ اُس کے لیے تباہی سے بچنے کا صرف ایک ہی رستہ ہے کہ وہ کمزوروں پر ظلم نہ کرے اور اُن کے مذہبی معاملات میں دخل نہ دے۔ بہرحال خدا کے مقابلہ میں اپنے ملک کی حکومت کو کھڑا کرنا اُس سے غداری کرنے کے مترادف ہے۔ پرتاپ ہم پر اعتراض کر رہا ہے لیکن دراصل وہ اپنی حکومت کو خدا کے مقابلہ میں کھڑا کر رہا ہے۔ ہم ہندوستان کے دشمن نہیں پرتاپ ہندوستان کا دشمن ہے جو اُسے ایسے مقام پر کھڑا کرنا چاہتا ہے جہاں وہ خدا تعالیٰ کے عذاب سے بچ نہیں سکتا۔ میں پرتاپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ میرے احسان کو یاد رکھے اور جماعت کے خلاف غلط پروپیگنڈا کرنے سے باز آئے۔ جیسا کہ میں نے بتایا ہے جب آریوں نے اس پر رکیک حملے کیے تھے تو میں نے اُن کے خلاف احتجاج کیا تھا۔ اب پرتاپ اِس بات کو تو بھول گیا اور اسے صرف یہ بات یاد رہ گئی کہ ہم نے قادیان میں احمدیوں کو قتل نہیں کیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سنایا کرتے تھے کہ کسی کے ہاں کوئی مہمان آیا۔ میزبان نے مہمان کی بہت خاطر مدارات کی اور کہا آپ کا یہ احسان تھا کہ آپ میرے گھر آئے اور مجھے خدمت کا موقع دیا لیکن مجھے افسوس ہے کہ میں آپ کی پوری خدمت نہیں کر سکا۔ مہمان کہنے لگا آپ مجھ پر اتنا احسان نہ جتائیں آپ نے مجھ پر کوئی احسان نہیں کیا۔ میں نے آپ پر احسان کیا ہے۔ جب آپ میرے لیے کھانا لینے جاتے تھے تو اُس وقت اگر میں آپ کے گھر کو آگ لگا دیتا تو آپ کیا کر سکتے تھے؟ اِسی طرح پرتاپ ہمارے احسانات کو تو بھول گیا اور اسے صرف یہ بات یاد رہی کہ ہم نے قادیان والوں کو قتل نہیں کیا"۔ (الفضل 17 جنوری 1959ء)

1: مِس مردولا سارابائی: (Mirdula Sarabhai) 1911ء-1974ء۔ ہندوستان کی آزادی کی سرگرم رکن اور سیاستدان۔ ان کا تعلق احمد آباد ہندوستان کی سارابائی انڈسٹریلسٹ فیملی سے تھا۔ (وکی پیڈیا۔ زیر لفظ "Mirdula Sarabhai")

2: گُورُو: گُر و: (ہندو) پنڈت، استاد، مہاتما، محترم، معزز، مذہبی پیشوا، گھر کا بزرگ
(اردو لغت تاریخی اصول پر جلد 15 صفحہ 18 کراچی 1994ء)

3: فَأْتِيَا فِرْعَوْنَ فَقُوْلَآ اِنَّا رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۱۷ اَنْ اَرْسِلْ مَعَنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۝۱۸ قَالَ اَلَمْ نُرَبِّكَ فِيْنَا وَلِيْدًا وَّ لَبِثْتَ فِيْنَا مِنْ عُمُرِكَ سِنِيْنَ ۝۱۹ وَفَعَلْتَ فَعْلَتَكَ الَّتِيْ فَعَلْتَ وَاَنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ۝۲۰ قَالَ فَعَلْتُهَآ اِذًا وَّ اَنَا مِنَ الضَّآلِّيْنَ ۝۲۱ فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ فَوَهَبَ لِيْ رَبِّيْ حُكْمًا وَّجَعَلَنِيْ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝۲۲ وَ تِلْكَ نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا عَلَيَّ اَنْ عَبَّدْتَّ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۝۲۳ (الشعراء: 17 تا 23)

4: ڈاکٹر بھارگو: (گوپی چند بھارگوا۔Gopi Chand Bhargava) پیدائش 1889ء وفات 1966ء۔ بھارتی پنجاب کا پہلا وزیر اعلیٰ جو 15/ اگست 1947ء سے 13 اپریل 1949ء تک وزیر اعلیٰ رہے۔ بعد ازاں 18/ اکتوبر 1949ء سے 20 جون 1951ء تک دوسری مرتبہ اور پھر 21 جون 1964ء سے 6 جولائی 1964ء تک تیسری مرتبہ وزیر اعلیٰ رہے۔ وہ کانگرس کے ممبر تھے۔ (وکی پیڈیا زیر لفظ ''Gopi Chand Bhargava'')